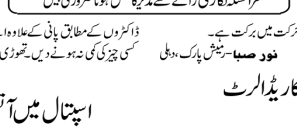

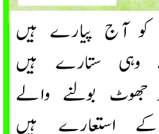

الیکشن کمیشن آف انڈیا اور انتخابی ضابطۂ اخلاق

پروفیسر اسلم جمشید پوری

الیکشن کمیشن آف انڈیا کی ذمہ داری ملک میں ہر طرح کے انتخابات کرانا ہے۔ لوک سبھا، راجیہ سبھا، صدر، نائب صدر جمہوریہ اور ریاستوں کے اسمبلی انتخابات کرانا الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے۔ ہر ریاست میں اس کی شاخ ہوتی ہے جو ہر الیکشن میں اس کی مدد کرتی ہے۔ جسے ریاست کے نام سے جانا جاتا ہے، مثلاً بہار الیکشن کمیشن، راجستھان الیکشن کمیشن وغیرہ۔ ان ریاستی الیکشن کمیشنز کی ذمہ داری نگر نگم انتخابات اور پنچایتی انتخاب کرانا بھی ہے۔

مرکزی الیکشن کمیشن یعنی الیکشن کمیشن آف انڈیا کی اخلاقی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ صاف و شفاف، بے خوف، ایماندارانہ انتخاب کرائے۔ ووٹرس کو ہر طرح کا تحفظ فراہم کرنا اور انتخابات کا ہر طرح کا انتظام کرنا الیکشن کمیشن کا کام ہوتا ہے۔ جب الیکشن کے پروگرام کا اعلان ہوتا ہے تو انتخابی ضابطۂ اخلاق نافذ ہوتا ہے اور جب ووٹ کی گنتی مکمل ہوجاتی ہے تو انتخابی ضابطۂ اخلاق ختم ہوجاتا ہے۔ اس دوران سرکاری بھرتیاں، سرکاری ایسے اعلانات جن کا اثر عوام پر پڑے، ایسے اشتہار جن سے عوام پر اثر ہو، سب بند ہوتے ہیں۔ الیکشن کے دوران پرچہ داخل کرتے وقت اپنے اثاثوں کا حساب و کتاب امیدواروں کو دینا ہوتا ہے۔ ای سی آئی کا کام انتخابات کی نگرانی کرنا ہوتا ہے۔ یعنی وزیر اعظم سے لے کر ہر پارٹی کے امیدوار کو اپنی انتخابی تشہیر میں ملک کے کسی شہری کی آزادی کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی ہوتی ہے۔ دوران انتخاب کسی کو اکسانے اور بھڑکانے کی بات نہ ہو۔ کسی گروپ اور مذہب کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ مقررہ حد سے زیادہ انتخابی خرچ نہ ہو۔ ان سب پر نظر رکھنا ای سی آئی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ انتخابات کے وقت ای سی آئی ملک میں سب سے زیادہ اختیار اور طاقت کا مالک ہوتا ہے۔ وہ پولیس اور پریس پر بھی ایکشن لے سکتا ہے۔

اب تک اس ملک کو 25 چیف الیکشن کمشنر مل چکے ہیں۔ اس وقت پچیسویں چیف الیکشن کمشنر راجیو کمار ہیں، جنہوں نے یکم ستمبر 2020 میں پچیسویں چیف الیکشن کمشنر کا عہدہ سنبھالا تھا۔ جب سے اب تک وہ اس عہدے پر بنے ہوئے ہیں۔ اس دوران مرکز میں این ڈی اے کی حکومت رہی ہے اور نریندر مودی وزیر اعظم تھے اور اب بھی ہیں۔ بہت سے چیف الیکشن کمشنر مصلحت پسند ہوتے ہیں۔ وہ سرکار یا وزیر اعظم (اگر وہ انتخاب میں امیدوار بھی ہوں) سے الجھتے نہیں ہیں۔ ایسے بہت سے چیف الیکشن کمشنر ہوئے ہیں، بلکہ پہلے یہی سلسلہ تھا، وہ تو بھلا ہو ٹی این سیشن کا کہ انہوں پہلی بار سخت اور قانون نافذ کرنے والے کمشنر کا کردار ادا کیا۔ انہوں نے پہلی بار دکھایا کہ الیکشن کمیشن کے پاس الیکشن کے وقت سب سے زیادہ طاقت ہوتی ہے اور یہ بھی بتایا کہ عوام سب سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ انہوں نے صاف شفاف انتخاب کرائے۔ انہوں نے دسویں چیف الیکشن کمشنر کے طور پر 1990 سے 1996 تک کام کیا۔ اور ہندوستان کے لوگوں کو بتا دیا کہ الیکشن کے وقت سب سے بڑے عوام ہوتے ہیں۔ الیکشن کمیشن کچھ بھی کرسکتا ہے۔ انہیں 1999 میں ملک کی خدمت کے لیے مگسیسے ایوارڈ بھی ملا۔

پہلے جب ہمارے ملک میں بیلٹ پیپر سے الیکشن ہوتا تھا تو بوتھ پر قبضہ کرنا عام سی بات تھی۔ طاقتور لوگ بوتھ ہی لوٹ لیا کرتے تھے۔ ووٹ والی پرچی جس باکس میں جمع ہوتی تھی، اسی باکس کو چھین کر بدمعاش بھاگ جایا کرتے تھے۔ پھر اس نظام میں ووٹ کی گنتی میں کئی کئی دن لگ جاتے تھے۔ یہ نظام ہمارے یہاں بہت برسوں تک رائج رہا۔ جیسے جیسے زمانہ بدلا۔ ہم نے ہرسمت ترقی کی۔ الیکشن کمیشن بھی بیلٹ پیپر سے ای وی ایم کی طرف آ گیا۔ یہ تبدیلی بہت زیادہ ترقی تھی۔ سب کچھ تبدیل ہوگیا۔ پرچیوں پر ووٹ ڈالنے والے کا فوٹو آ گیا۔ ووٹر بھی اب کافی بیدار ہوگیا تھا۔ ووٹوں کی گنتی اب گھنٹوں میں ہونے لگی اور سارا رزلٹ ایک ہی دن میں آنے لگا۔ لیکن اس نظام میں بھی خامیاں نکالی جانے لگیں۔ دراصل کمپیوٹر کے ماہرین نے ای وی ایم میں ایسے ایسے پارٹ اور پرزے مشینوں میں فٹ کردیے کہ مشینوں نے الگ ہی طرح سے کام کرنا شروع کردیا۔ ای وی ایم کے سافٹ ویئر ہی بدل دیے گئے۔ ہوا یہ کہ بٹن کوئی سا بھی دبے لیکن ووٹ ایک ہی پارٹی کو جاتا تھا۔ پھر یہ بھی ہوا کہ حکمراں جماعت نے ای وی ایم میں گنتی کے وقت گڑبڑی کرنی شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی پارٹی مرکز میں حکومت کرتی رہی۔ اسے یقین ہوگیا کہ اب ہمیں کوئی بھی حکومت سے بے دخل نہیں کرسکتا۔ حزب مخالف جماعتوں نے بہت ہنگامہ کیا کہ ای وی ایم سے الیکشن نہ ہو، مگر الیکشن کمیشن کے کان پر جوں تک نہ رینگی، اس نے کسی کی ایک نہ سنی، حتیٰ کہ 2024 کا الیکشن بھی ای وی ایم کے ذریعہ ہی ہورہا ہے۔

بے لاگ

16 مارچ کی اپنی پریس کانفرنس میں چیف الیکشن کمشنر آف انڈیا راجیو کمار نے اپنا ارادہ واضح کیا تھا کہ انتخابات صاف وشفاف ہوں گے اور کسی کو بھی قانون ہاتھ میں لینے نہیں دیا جائے گا۔ ہر پارٹی پر پینی نظر ہوگی۔ خرچوں پر بھی الیکشن کمیشن سخت ہوگا۔ کاش! ای سی آئی غیر جانب دار ہوتا۔ الیکشن 19 اپریل سے یکم جون 2024 تک پھیلا دیا ہے۔ اتنے طویل عرصے میں الیکشن پھیلانے کا کیا تک تھا؟ اتنی سخت گرمی اور لو کے دنوں میں الیکشن کا کیا مطلب تھا؟ صرف یہ کہ ایک خاص جماعت کو کھیلنے کے لیے وافر وقت دینا ہے۔ الیکشن کمیشن حکمراں جماعت کا ساتھ نہ دیتا تو نتیجہ کچھ اور ہی ہوتا۔ حکمراں جماعت کے ساتھ ای سی آئی کا حکمراں جماعت کے ساتھ رویہ دوستانہ ہے۔ ان کی غلط باتوں پر ای سی آئی خاموش ہے جبکہ دوسری جماعتوں پر اس کی سختی جاری ہے۔ گزشتہ دنوں مغربی بنگال میں بی جے پی نے اپنے اشتہارات میں ٹی ایم سی پر طرح طرح کی غلط بیانی کی گئی۔ ٹی ایم سی نے الیکشن کمیشن سے اس کی شکایت بھی کی، لیکن الیکشن کمیشن حکمراں جماعت کے خلاف کچھ بھی سننے کو تیار نہیں۔ تھک ہار کر ٹی ایم سی نے ہائی کورٹ کا رخ کیا۔ مغربی بنگال کے ہائی کورٹ نے الیکشن کمیشن کو پھٹکار لگائی اور بی جے پی کے اشتہارات پر فوراً پابندی لگائی۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ الیکشن کمیشن اور بی جے پی کی کراری ہار ہوئی۔

ابھی حالیہ دنوں میں الیکشن کمیشن کا ایک نوٹس کانگریس صدر کو موصول ہوا ہے۔ جس میں ان کے اسٹار پرچارک کے ذریعہ ملک کے آئین پر بی جے پی کے حملے کا ذکر بار بار کیا جارہا ہے۔ الیکشن کمیشن نے آئین اور اگنی ویر اسکیم پر جو تبصرے کیے جارہے ہیں، ان پر قدغن لگائے جانے کی بات کہی ہے۔ دراصل راہل گاندھی اپنی ریلیوں اور روڈ شوز میں آئین پر بی جے پی کی بری نظر کو سخت تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ ساتھ ہی اگنی ویر اسکیم کو بھی، ان کی حکومت آنے پر کوڑے دان میں ڈالنے کی بات زور وشور سے کہہ رہے ہیں۔ حزبِ اختلاف تو ہمیشہ سے حکمراں جماعت کے کاموں کا کچا چٹھا اور حساب کتاب کرتا رہا ہے۔ اب ایسے میں حکمراں جماعت کو تکلیف کیوں ہورہی ہے؟ کیا انہوں نے ایسا نہیں کیا ہے؟ اور اگر کانگریس یا انڈیا گٹھ بندھن کی دوسری پارٹیاں انہیں غلط نشانہ بنا رہی ہیں تو عدالت میں مقدمہ کردیں۔ بی جے پی کے سرکردہ رہنما ملک میں مذہبی نفرت پھیلانے کا کام کررہے تھے، الیکشن کمیشن نے انہیں کیوں نہیں ٹوکا؟ انہیں نوٹس کیوں نہیں دیا؟ دکھانے کے لیے الیکشن کمیشن نے ملکارجن کھرگے کے ساتھ جے پی نڈا کو بھی ایک نوٹس دیا ہے تاکہ دوسری پارٹیاں انہیں جانبدار نہ کہیں۔

یوپی کے بہت سے بوتھوں پر گڑبڑی ہوئی، لوگوں کو ووٹ ڈالنے سے روکا گیا، بہار میں تشدد کیا گیا، ووٹنگ کا عمل سست ہوا، یہ سب کیا ہے؟ اصل میں جہاں این ڈی اے کو لگا ووٹر اسے ووٹ نہیں دے رہے ہیں، وہاں انتخاب کے عمل میں طرح طرح کے رخنے پیدا کیے گئے۔ ان سب پر الیکشن کمیشن آف انڈیا نہ صرف خاموش رہا بلکہ اپنے عمل اور ردعمل سے جانبداری کا ثبوت دیتا رہا ہے۔ یہ سب جمہوری ملک میں ٹھیک نہیں۔

aslamjamshedpuri@gmail.com

> **یوپی کے بہت سے بوتھوں پر گڑبڑی ہوئی، لوگوں کو ووٹ ڈالنے سے روکا گیا، بہار میں تشدد کیا گیا، ووٹنگ کا عمل سست ہوا، یہ سب کیا ہے ؟**

کوئی ان کی سوئی ہوئی دم ہلادے

محمد فاروق اعظمی

18 ویں لوک سبھا انتخابات کے 6 مرحلے مکمل ہوچکے ہیں۔ ساتواں اور آخری مرحلہ یکم جون 2024 کو درپیش ہے۔ اس مرحلہ میں کل 8 ریاستوں، مرکز کے زیرانتظام علاقوں کے 57 حلقوں سے 904 امیدوار میدان میں ہیں۔ اس مرحلہ میں مغربی بنگال کے 9 حلقے دمدم، باراسات، بشیرہاٹ، جے نگر، متھراپور، ڈائمنڈ ہاربر، جادو پور، کولکاتا شمال اور کولکاتا جنوب شامل ہیں۔ مغربی بنگال کے یہ وہ 9 حلقے ہیں جن میں سے زیادہ تر پر مسلم ووٹ فیصلہ کن حیثیت رکھتے ہیں۔ ڈائمنڈ ہاربر میں مسلم ووٹوں کا تناسب 38.5 فیصد ہے، متھرا پور اور جے نگر میں 35.6 فیصد، بشیرہاٹ میں 25.82 فیصد ہے۔ اسی طرح دوسرے کولکاتا شمال میں مسلم ووٹ 20 فیصد اور جنوب میں 27.2 فیصد ہے۔ جادوپور میں 21.4 فیصد جب کہ دم دم میں 7.2 فیصد ہے۔ ان 9 میں سے ماسوا دمدم باقی وہ حلقے ہیں جہاں مسلم ووٹوں کی حیثیت شاہ ساز کی سی ہے۔ مسلمانوں کے ووٹوں سے ان حلقوں میں نام نہاد سیکولر پارٹی اپنی جیت درج کراتی آئی ہے۔ مگر ان شاہ ساز ووٹروں کی حالت فقیروں اور گداگروں سے بھی بدتر ہے۔

'سلام علیکم' اور 'خداحافظ' کے جادوئی الفاظ کے جال میں پھنسے ان شاہ ساز ووٹروں کے نزدیک آئین اور جمہوریت جیسے بڑے بڑے الفاظ بے معنی ہیں، فقط وہ اتنا جانتے ہیں کہ افطار کی دعوتوں میں حجاب پوش خاتون لیڈر انہیں سلام کرتی ہے اور جاتے ہوئے خدا حافظ کہہ جاتی ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ 'سلام علیکم' اور 'خداحافظ' کے درمیان ایوان سے واک آؤٹ کرکے طلاق ثلاثہ کے خاتمہ، الیکٹورل ریفارمس بل، تعزیرات ہند میں تبدیلی، تبدیلی مذہب قانون، شہریت ترمیمی قانون جیسے متنازع قانون کی بالواسطہ حمایت کی جاتی ہے۔ ان شاہ ساز ووٹروں کو یہ نہیں معلوم کہ کوئی حق حاصل کرنے اور اس کی آئینی اور قانونی ضمانت کیلئے ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ اسے پارلیمنٹ/اسمبلی میں بل کی شکل میں پیش کیا جائے اور کثرت رائے سے منظوری کے بعد اسے قانونی درجہ دیا جائے، وہ فقط اس بات سے بہل جاتے ہیں کہ ان پسماندہ برادریوں کو گزٹ نوٹیفکیشن کے ذریعہ ریزرویشن کا حق دیا گیا ہے، لیکن جب عدالت ریزرویشن کے اس فریب کا پردہ چاک کرکے اسے 'غیرقانونی' قرار دیتی ہے تو ان کے ہوش اڑ جاتے ہیں۔ انہیں یہ نہیں معلوم کہ قانون کی موجودگی اس وقت تک لاحاصل ہے جب تک اس کا نفاذ پوری ایمانداری کے ساتھ نہ کیا جائے۔ مگر یہ شاہ ساز اس پر خوش ہوجاتے ہیں کہ اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دے دیا گیا ہے، بھلے ہی اس قانون کا نفاذ ہو یا نہ ہو۔ اردو جاننے والوں کو سرکاری دربار میں ملازمت ملے نہ ملے وہ تو فقط اس بات سے خوش ہیں کہ دوگانہ عید کی ادائیگی کے فوراً بعد جب وہ سر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو انہیں حجاب پوش، خاتون کا چہرہ پرنور نظر آتا ہے اور ان کے مہینے بھر کے روزوں کی محنت وصول ہوجاتی ہے۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اوقاف جائیداد کے گھوٹالوں کی سی بی آئی کی تفتیش کا مطالبہ کرکے اسی حجاب پوش خاتون نے ان کی آرزوؤں کو ہوا دی تھی اور ان کا نخل آرزو شاداب ہوگیا تھا کہ اوقاف کی آمدنی سے ان کے دن پھریں گے۔ مگر اب وہ یہ بھول گئے ہیں کہ اوقاف کی اربوں کی جائیداد بندر بانٹ کر لی گئی ہے۔ وہ یہ بھول گئے ہیں کہ سی بی آئی تفتیش کا مطالبہ کرنے والی حجاب پوش خاتون مسند اقتدار پر براجمان ہے اور ان کے نخل آرزو پر گھوٹالوں کی تیزاب کاری ہورہی ہے، اور بہلاوا ان کا مقدر بنایا گیا ہے۔ ان کی یادداشت سے یہ بھی گم ہوگیا ہے کہ ملازمت اور نوکریاں بھی پیسوں کے بل پر دی جارہی ہیں۔ صحت اور درس و تدریس جیسے متبرک پیشوں میں آنے والے طفیلی ان کے مستقبل کا سنہرا خواب ان کی آنکھوں سے نوچ رہے ہیں۔

یہ شاہ ساز یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ تعلیم ان کا بنیادی حق ہے۔ انہیں اس پر کبھی کوئی آزردگی نہیں ہوتی ہے کہ اسی حجاب پوش خاتون کے اقتدار نے گزشتہ 10 برسوں میں 7,018 پرائمری اسکول کے وجود کو نیست و نابود کردیا۔ جنوبی 24 پرگنہ ضلع کے جے نگر، متھرا پور، ڈائمنڈ ہاربر اور جادو پور کے شاہ ساز یہ بھول جاتے ہیں کہ صرف ان کے حلقوں میں 1,192 پرائمری اسکولوں کی نابودی کا سہرا بھی حجاب کے گلے کی زینت بنا ہوا ہے اور وہ خود ذلت و جہالت کی انتہائی پستی میں اپنے دن گزار رہے ہیں۔

جائزہ

وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے خون پسینہ کی کمائی عمال حکومت کے ذاتی خزانوں میں بند ہورہی ہے اور سائیکل پر چلنے والا کونسلر اربوں کی جائیداد کا مالک بن گیا ہے۔ پھٹے حال بیڑی پینے والے عوامی نمائندے کے پسینہ کی بو مشک وعنبر کو شرمارہی ہے۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ جنہیں شاہ بنایا تھا، انہوں نے ملازمت کے نام پر ان سے کروڑوں اینٹھے اور انہیں گدا بنا کر خود جیل میں داد عیش دے رہے ہیں۔

کولکاتا جیسے بین الاقوامی شہر کی مسلم بستیوں کے شاہ ساز ووٹر بھی پینے کے پانی کیلئے صبح صبح گھنٹوں قطار میں بالٹی لیے کھڑے رہنا اپنا مقدر سمجھ رہے ہیں۔ وہ اس بات پر ہی نازاں ہیں کہ ان کے محلوں میں بڑے جانور کا گوشت آسانی سے دستیاب ہورہا ہے۔ ان کی یادداشت سے یہ باب گم ہوجاتا ہے کہ ان کی بستیوں کے گلی کوچوں میں کوڑے کا انبار، بارش کا جمع پانی اور کیچڑ پر بھنبھناتے ہوئے مردم خور مچھر اور چوہے ان کی صحت تباہ کررہے ہیں۔ انہیں اس بات پر فخر ہے کہ ان کی عمارتوں میں منزلوں کے اضافہ پر کوئی گرفت نہیں ہوتی ہے مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں یہ غیر قانونی منزلیں زمین بوس ہوکر ان کے نونہالوں کو رزق خاک بنارہی ہیں۔ وہ یہ بھول گئے ہیں کہ انہیں کولکاتا میں پھیل کر رہنے کا مساوی حق حاصل ہے نہ انہیں یہ نظر آتا ہے کہ بستیوں سے باہر نکل کر آشیانہ بنانے کی راہ بند کردی گئی ہے۔ وہ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ ان سب کے باوجود دعویٰ یہ ہے کہ قرآن، بائبل، رامائن فنا ہوجائے گا مگر حجاب پوش خاتون کا اور ان کے ترقیاتی کاموں کا نام ونشان باقی رہے گا۔ (**نعوذ باللہ من ذالک**) یہ سب دیکھ کر ہائی اسکول کے نصاب میں کبھی پڑھی گئی فیض کی نظم 'کتے' یاد آتی ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

یہ گلیوں کے آوارہ بے کار کتے
کہ بخشا گیا جن کو ذوق گدائی
زمانہ کی پھٹکار سرمایہ ان کا
جہاں بھر کی دھتکار ان کی کمائی
نہ آرام شب کو، نہ راحت سویرے
غلاظت میں گھر، نالیوں میں بسیرے
جو بگڑیں تو اک دوسرے سے لڑادو
ذرا ایک روٹی کا ٹکڑا دکھادو
یہ ہر ایک کی ٹھوکریں کھانے والے
یہ فاقوں سے اکتا کے مرجانے والے
یہ مظلوم مخلوق گر سر اٹھائے
تو انسان سب سرکشی بھول جائے
یہ چاہیں تو دنیا کو اپنا بنالیں
یہ آقاؤں کی ہڈیاں تک چبالیں
کوئی ان کو احساس ذلت دلادے
کوئی ان کی سوئی ہوئی دم ہلادے

ہماری دلی آرزو ہی نہیں بلکہ دعا ہے کہ کوئی تو ایسا ہو جو 'شاہ سازوں' کی سوئی ہوئی دم ہلادے تاکہ وہ فیض کے 'کتے' سے آگے بڑھ کر اقبالؔ کے 'غازی اور پراسرار بندے' کے سفر پر نکل سکیں۔

farooquekolkata@yahoo.com

> **دلی آرزو ہی نہیں بلکہ دعا ہے کہ کوئی تو ایسا ہو جو 'شاہ سازوں' کی سوئی ہوئی دم ہلا دے تاکہ وہ اقبالؔ کے 'غازی اور پراسرار بندے' کے سفر پر نکل سکیں۔**

اقوال زرّیں

حضرت عائشہؓ

☐ عظمت صرف ایک فیصد ودیعت کی جاتی ہے اور 99 فیصد محنت و ریاضت سے ملتی ہے۔

☐ جب معدہ بھر جائے تو قوت فکر کمزور ہوجاتی ہے اور حکمت و دانش کی صلاحیتیں گونگی ہوجاتی ہیں۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA NEW DELHI

رفح: جنگ کا آخری محاذ ہے؟

جنگ کرنے یا جنگ کو طوالت دینے کا جواز ہمیشہ صحیح نہیں ہوتا۔ عراق کے خلاف حملہ کرنے کا کوئی جواز تھا؟ لیکن جنگ کے لیے جواز بنایا گیا۔ یوکرین پر روس کو یہ شبہ تھا کہ وہ ناٹو کا رکن بن سکتا ہے۔ یہ شبہ دور کرنے کی یوکرین نے سنجیدگی سے کوشش نہیں کی۔ روس نے اس کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ اس کے بعد امریکہ اور اس کے یوروپی اتحادیوں نے کیا روس کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ فکر نہ کرے، یوکرین کو ناٹو کی رکنیت نہیں دی جائے گی؟ بلکہ ایسا نہیں ہوا اور امریکہ اور اس کے یوروپی اتحادیوں نے یوکرین کی مدد کرنی شروع کردی۔ اس سے یہ ہوا کہ جنگ بڑھتی چلی گئی، اسے ختم کرنے کے لیے روس سے مذاکرات کی امیدیں معدوم ہوتی چلی گئیں۔ ادھر 7 اکتوبر، 2023 کو حماس کے حملوں میں ایک ہزار سے زیادہ لوگ ہلاک ہوگئے تو اس وقت ایک سپر پاور کی حیثیت سے امریکہ کا فرض تھا کہ وہ تنازع کو بڑھنے نہ دے، مسئلۂ فلسطین کو حل کرائے تاکہ اس طرح کے حملے پھر کبھی نہ ہوں مگر امریکی حکومت نے جواب دینے کے لیے اسرائیلی حکومت کا حوصلہ بڑھایا، اس کا ساتھ کئی یوروپی ملکوں نے بھی دیا۔ اسپتالوں، اسکولوں، ایمبولنسوں، امدادی کاموں میں لگے لوگوں اور صحافیوں پر اسرائیلی بمباری کو امریکی لیڈروں نے جائز ٹھہرانے کی کوشش کی یا اس پر خاموش رہے۔ بیشتر یوروپی ممالک نے بھی ایسا ہی کیا جبکہ دنیا کے زیادہ تر ملکوں نے غزہ میں عام لوگوں، خاص کر بچوں کو جانیں گنواتے ہوئے دیکھ کر بار بار یہ کوشش کی جنگ ختم ہوجائے، لیکن امریکہ کی یہ پوری کوشش رہی کہ جنگ ختم نہ ہو۔ اس نے بظاہر جزوقتی جنگ بندی کے لیے کوشش کی اور اس سلسلے میں سنجیدگی دکھانے کی کوشش بھی کی، مگر اس کوشش کی حقیقت اس وقت سامنے آگئی جب اس نے اسرائیل کو ہتھیاروں کی نئی کھیپ کی سپلائی کے لیے ہری جھنڈی دکھادی۔ ظاہر ہے، اس نے ہتھیار کسی میوزیم میں سجا کر رکھنے کے لیے نہیں بھیجے بلکہ انہیں غزہ میں استعمال کرنے کے لیے بھیجا اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ غزہ میں ان کا استعمال عام لوگوں پر بھی ہو رہا ہے بلکہ اب تک زیادہ تر جانیں عام فلسطینیوں کی ہی گئی ہیں۔ ایسی صورت میں امریکہ سے یہ سوال پوچھا جانا چاہیے تھا کہ کیا حماس کو ختم کرنے کے لیے غزہ کے تمام فلسطینیوں کو وہ ختم کروا دینا چاہتا ہے؟ لیکن سوال پوچھے تو کون پوچھے؟ علاقے کے مسلم ممالک کی طاقت یمن جیسے ملکوں کے خلاف تو نظر آئی، ان کے باہمی ٹکراؤ کی وجہ سے شام تباہ ہوگیا، مگر یہ سب انہوں نے اپنے مفاد کے لیے کیا۔ ان کو اپنے مفاد سے زیادہ کیا چیز عزیز ہے؟ مگر اب ایسا لگتا ہے کہ ان کے مفاد پر ضرب پڑنے والی ہے، کیونکہ غزہ جنگ رفح تک پہنچ گئی ہے اور ایسی صورت میں اس سوال کا اٹھنا فطری ہے کہ کیا یہ جنگ کا آخری محاذ ہے یا جنگ اس سے آگے بڑھے گی؟ اگر جنگ اس سے آگے بڑھے گی تو کیا مصر بھی اس کی زد میں آئے گا؟ خطے کے کچھ اور ممالک بھی اس کی زد میں آئیں گے؟ اور کیا وہ اس وقت بھی امریکہ کے خوف سے خاموش تماشائی بنے رہیں گے یا جواب دیں گے؟ کیا وہ واقعی جواب دینے کی پوزیشن میں ہیں یا ان کے پاس اسی طرح کی طاقت ہے جیسی طاقت عراق کے پاس تھی؟

سوال یہ بھی ہے کہ غزہ کے فلسطینیوں نے اسرائیلی بمباری کو جس طرح برداشت کیا ہے، کیا اسی طرح جنگ کی توسیع پر دیگر ممالک کے لوگ برداشت کرپائیں گے؟ اب بھی یہ بات بحث کا موضوع ہے کہ غزہ جنگ کی توسیع کی وجہ سے فلسطینی جاں بحق ہورہے ہیں، رفح میں اسرائیلی فضائی حملوں کی شدت یہ بتا رہی ہے کہ یہ جنگ ابھی ختم نہیں ہونے جارہی، بحث کا موضوع یہ بھی ہے کہ رفح کے بعد کی صورتحال کے بارے میں خطے کے ممالک نے کیا سوچا ہے؟ بظاہر ان کا اطمینان دیکھتے ہوئے حیرانی ہوتی ہے اور یہ اطمینان انہیں اس بات کا ہے کہ جنگ کی آگ ان کے خطے تک نہیں پہنچے گی جبکہ جنگ کی آگ بھڑک اٹھے تو اس کی سمت کے بارے میں پیش گوئی کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ایک سے زیادہ افریقی اور یوروپی ممالک کو اس بات کا احساس ہے کہ جو ہورہا ہے، اچھا نہیں ہو رہا ہے، یہ مشرق وسطیٰ کو ہی نہیں، دنیا کو ایک بڑی جنگ کی طرف لے جارہا ہے اور وقت رہتے جنگ کی آگ ٹھنڈی نہ کی گئی تو بعد میں یہ آسانی سے ٹھنڈی نہ کی جاسکے گی۔ اسی لیے کئی ممالک اب کھل کر بولنے لگے ہیں۔ فلسطینیوں کے حق کی باتیں کرنے لگے ہیں۔ اسرائیلی حملوں پر اپنے واضح موقف کا اظہار کرنے لگے ہیں۔ اسپین کی خاتون وزیر دفاع نے یہ کہنے میں جھجک محسوس نہیں کی ہے کہ 'غزہ میں جنگ اصل میں نسل کشی ہے۔' مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ 'نسل کشی' امریکہ کو انصاف لگتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ غزہ جنگ نے امریکہ کے انصاف اور ناانصافی کو سمجھنا آسان بنادیا ہے۔

edit2sahara@gmail.com

جو زمانے کو آج پیارے ہیں
ارتقا کے وہی ستارے ہیں
جھوٹ پر جھوٹ بولنے والے
کامیابی کے استعارے ہیں

ارشد ندیم

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

حرکت میں برکت ہے

مکرمی!

اٹھارہویں لوک سبھا انتخابات کی ووٹنگ کا ساتواں مرحلہ ابھی باقی ہے۔ یکم جون کو یہ مرحلہ بھی مکمل ہوجائے گا اور پھر 4 جون کو نتائج کا اعلان کردیا جائے گا کہ کس پارٹی یا اتحاد نے سبقت حاصل کی ہے اور وہ حکومت بنانے جارہا ہے۔ ووٹنگ فیصد میں کمی انتہائی افسوسناک ہے۔ گزشتہ دس برسوں سے ملک کو جو حالات ہیں، لوگ ان سے حددرجہ مایوس ہوگئے ہیں اور یہ کہنا مناسب ہوگا کہ انہوں نے حالات بدلنے کی امید یا حالات بدلنے کے بجائے اپنے آپ کو حالات کے سپرد کردیا ہے۔ یہ سب سے بڑی بے حماقت ہے کہ تکلیفوں، پریشانیوں یا حالات سے ہار مان لی جائے۔ لوک سبھا انتخابات ہر اس شخص (ووٹر) کے لیے ایک بہترین موقع تھا اپنے حالات کو بدلنے کی سمت کوشش کرنا۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرنے سے کچھ نہیں ہوگا، اپنے نصیب کو کوسنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ ابھی بھی ایک موقع ہے ساتویں مرحلہ کی شکل میں ہمارے سامنے، اس ساتویں مرحلہ میں جہاں جہاں ووٹنگ ہونی ہے، وہاں کے رائے دہندگان اپنے حق رائے دہی کا استعمال مستعدی سے کریں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ ووٹ ضرور دیں۔ کوششوں سے حالات سازگار ہوتے ہیں، ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے اور دوسروں کو کوسنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ حرکت میں برکت ہے۔

نور صبا-رمیش پارک، دہلی

دہلی میں گرمی کا ریڈ الرٹ

مکرمی!

شدت کی گرمی نے سب کو بے حال کردیا ہے۔ دہلی میں ریڈ الرٹ جاری کردیا گیا ہے اور محکمہ موسمیات کے مطابق ابھی 3-4 دن تک مزید کوئی راحت کا امکان نہیں ہے۔ ہیٹ اسٹروک کی شکایتیں بھی موصول ہوئی ہیں۔ ایسے میں ہر وہ شخص جس کا گھر سے باہر نکلنا ضروری ہے، احتیاطی تدابیر کے ساتھ گھر سے باہر نکلے۔ بچوں کو گھر سے باہر نہ جانے دیں، وہیں بزرگوں کا بھی خاص خیال رکھیں۔ ڈاکٹروں کے مطابق پانی کے علاوہ ایسے مشروبات کا استعمال کریں جو جسم میں کسی چیز کی کمی نہ ہونے دیں۔ تھوڑی سی احتیاط بڑی مشکل سے بچاسکتی ہے۔

ہما پروین-کوچہ رحمٰن، دہلی-6

اسپتال میں آتشزدگی دردناک

مکرمی!

دارالحکومت دہلی کے وویک وہار کے ایک پرائیویٹ اسپتال 'نیو بورن بے بی کیئر' میں آتشزدگی کے دردناک واقعہ کی خبر موصول ہوئی جس میں 7 نوزائیدہ بچوں کی موت اور 5 بچوں کے زخمی ہونے کی اطلاع ہے۔ زیرعلاج بچوں میں ایک کی حالت تشویشناک بتائی جارہی ہے۔ اسپتال کا مالک گرفتار کرلیا گیا ہے لیکن جن والدین نے اپنے بچوں کو کھویا ہے، ان کو کیسے صبر آئے گا۔ ان کی خوشی غم میں بدل گئی صرف اسپتال انتظامیہ کی لاپروائی کی وجہ سے۔ ایسے اسپتالوں کے مالکان کے خلاف نہ صرف سخت سے سخت کارروائی کرنی چاہیے بلکہ تمام اسپتالوں میں وقتاً فوقتاً چیکنگ ہونی چاہیے تاکہ جیسا دردناک حادثہ وویک وہار کے ایک اسپتال میں پیش آیا ہے، ایسے حادثات کو وقوع پذیر ہونے سے روکا جاسکے۔

اللہ پاک ان والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے جنہوں نے اس حادثہ میں اپنے بچوں کو کھویا ہے اور جو بچے زیر علاج ہیں انہیں جلد از جلد صحت یاب کریں۔ آمین

اسماء پروین-جھلمل کالونی، دہلی

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر و پبلشر **ضیاء قادری** نے سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن پریس C-2,3,4، سیکٹر-11 نوئیڈا میں چھپوا کر اور 706-705، ساتویں منزل، نورنگ ہاؤس، 21 کے جی مارگ، نئی دہلی سے شائع کیا۔
Printed & Published by **Zia Qadri**, on behalf of **Sahara India Mass Communication** and Printed at **Sahara India Mass Communication Press**, C-2, 3, 4, Sector-11, Noida and published at **705-706, VIIth Floor, Navrang House, 21 K.G. Marg, New Delhi**
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: **Md. Fakhre Imam** (fimam16@gmail.com) * ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: **عبدالماجد نظامی** ■ ریزیڈنٹ ایڈیٹر: **محمد فخر امام**
For Editorial/News: rsahara1@gmail.com ■ **Advertisement (National)**: ■ 9891773434, 9899452476 **Email:**adsahara@gmail.com
www.roznamasahara.com 0120-2598274: سرکولیشن، **0120-2444755,2598419** :ٹیلی فون نمبر نوئیڈا آفس، 011-23352369, 23352368: ٹیلی فون نمبر دہلی دفتر
* اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار ——R.N.I. No.71627/99 **Roznama Rashtriya Sahara** (New Delhi) Regd.: UP/BR/GBD-208/2024-2026 —— شمارہ نمبر: **8910** سال: **24**
روزنامہ راشٹریہ سہارا
○ حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں